

انسانی اعضاء کی پیوند کاری

تحریر: چوہدری خالد نذیر

دورِ جدید میں طبی علوم بالخصوص سرجری کے میدان میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے اور اب انسانی اعضاء کی تبدیلی ایک عام سی چیز تصور کی جانے لگی ہے۔ لیکن کوئی بھی چیز اللہ بزرگ و برتر کے بنائے ہوئے دستور و قواعد سے ہٹ کر کی جائے تو اس کا لازمی نتیجہ گونا گوں مشکلات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ مغربی ممالک جو اس جدید علمی ترقی کا متبع ہیں، وہاں کم از کم یہ شعور موجود ہے کہ اگر کسی چیز کے نتائج غلط نکلیں تو اس بارے میں جلد از جلد حد و دودھ پونڈ طے کر کے واپسی کا راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔

الحمد للہ ہم مسلمانوں کو یہ صورت درپیش نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کتاب ہدایت کے ذریعے ایسے اصول و قوانین عطا فرمائے ہیں کہ یہ دستورِ حیات ابد تک رہنمائی کرنے کے لئے کافی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس دستورِ حیات کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور تمام معاملات میں اس کے بتائے ہوئے رہنما اصولوں پر عمل کریں۔ انسانی اعضاء کی پیوند کاری ایک اہم معاملہ ہے اس سے متعلق باقاعدہ قواعد و ضوابط وضع کرنا نہایت ضروری ہے جس کے لئے لازم ہے کہ اس بارے میں شریعت اسلامیہ سے رجوع کیا جائے اور احکاماتِ الہی کی روشنی میں ضوابط معلوم کئے جائیں۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری کی دو صورتیں ہیں:

اولاً: کسی زندہ شخص کا اپنے کسی عضو کا عطیہ کرنا۔

ثانیاً: کسی شخص کا یہ وصیت کرنا کہ اس کے مرنے کے بعد فلاں عضو اس کے جسم سے نکال کر کسی دوسرے ضرورت مند شخص کو لگا دیا جائے۔

صورتِ اول میں ایک زندہ شخص زندہ حالت میں اپنا کوئی عضو کسی دوسرے شخص کو منتقل کرتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں انسان کی ذات

اور حیثیت کو معلوم کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ» (الاسراء: ۷۰)

”اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی۔“

نیز فرمایا:

«وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ» (البقرة: ۱۹۵)

”اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَبِيذَةٍ عُذِبَ بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ))^(۱)

”جس نے اپنے آپ کو کسی تیز دھار آلے سے قتل کیا اس کو جہنم کی آگ میں اسی

(تیز دھار آلے) سے عذاب دیا جائے گا۔“

© rasaflojaraid.c

((كَانَ بَرَجُلٍ جَرَّاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: بَدْرُنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ

حَرَمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ))^(۲)

”کوئی آدمی زخمی تھا (اس نے اپنے زخموں سے تنگ آ کر) اپنے آپ کو قتل کر

ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میرے بندے نے اپنے لئے مجھ سے جلدی کی“ میں

نے اس پر جنت حرام کر دی۔“

ابن حجر عسقلانی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اس سے یہ نتیجہ نکلتا

ہے کہ کسی شخص کا اپنے نفس کے خلاف جرم ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی دوسرے شخص کے

خلاف۔ دونوں کا گناہ برابر ہے کیونکہ وہ خود اپنے آپ کا مالک نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ

کی ملکیت ہے لہذا اس میں اس کے لئے تصرف جائز نہیں ہے۔“^(۳)

اسی مضمون کی ایک اور حدیث ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الَّذِي يَخْتَقُ نَفْسَهُ يَخْتَفُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَطْعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ))^(۴)

”جو اپنا گلا گھونٹ کر اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے جہنم میں بھی اپنا گلا گھونٹتا

رہے گا اور جو نیزے سے اپنے آپ کو مارتا ہے جہنم میں بھی نیزے سے اپنے

© rasaflojaraid.c

نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا:

((قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَغْطَى بَنِي تَمَةَ غُلْدَرٌ وَرَجُلٌ

بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يَعْطِ أُخْرَةً)) (۱۷)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تین آدمیوں کا قیامت کے دن میں خود مد مقابل ہوں گا:

ایک آدمی جس نے میرے نام پر وعدہ کیا، مگر پھر گیا اور (دوسرا) آدمی جس نے

کسی آزاد شخص کو (غلام بنا کر) بیچا اور اس کی قیمت کھائی اور (تیسرا) وہ شخص

جس نے کسی کو اجرت پر رکھا، اس سے کام پورا لیا، مگر اجرت ادا نہ کی۔“

فقہاء کرام متفقہ طور پر انسانی اعضاء کی بیع و شراء اور استعمال کو حرام قرار دیتے

ہیں۔ امام کا سانی فرماتے ہیں:

”اضطراری حالت میں بھی کسی مسلمان کا قتل کرنا یا اس کا کوئی عضو قطع کرنا جائز

نہیں“ (۱۸)

© rasailojaraid.c

شرح جامع الصغیر میں ہے:

الانسان مکرم فلا يجوز ان يكون منه شيء مبتذل (۱۹)

”انسان مکرم ہے لہذا یہ جائز نہیں کہ اس کی کسی چیز پر تصرف کیا جائے۔“

بیع و شراء

انسان اور انسانی اجزاء کی بیع قطعی حرام ہے۔ بدائع میں ہے:

البيع مبادلة المال بالمال فلا ينقذ بيع الحر لانه ليس بمال (۲۰)

”شرائط بیع میں سے ہے کہ بیع مال ہو، کیونکہ بیع کا مطلب مال کے ساتھ مال کا

تبادلہ ہے لہذا آدمی کی بیع جائز نہیں، کیونکہ وہ مال نہیں۔“

امام شیبانی فرماتے ہیں:

لا يجوز بيع لبن امرأة في قدح ولا يجوز بيع شعر الانسان والانتفاع به (۲۱)

”عورت کے دودھ کی پیالے میں بیع جائز نہیں اور نہ ہی انسانی بالوں کی بیع اور

ان سے استفادہ جائز ہے۔“

انسانی اعضاء کی بیع و شراء فقہاء کے نزدیک متفقہ طور پر حرام ہے، اس پر فقہاء

اجماع ہے۔ (۲۲)

عطیہ و ہبہ

انسان اور انسانی اعضاء کی جس طرح خرید و فروخت حرام ہے اسی طرح ہبہ بھی ناجائز ہے۔ بدائع میں ہے:

منها ان یکون مالا متقومًا فلا تجوز هبة ما لیس بمال اصلا کالحر
والمیتة والدم وصید الحرام والاحرام والخنزیر وغیر ذلک^(۱۱)

”ہبہ کی شرائط میں ہے کہ جو چیز ہبہ کی جا رہی ہے وہ مال متقوم ہو لہذا ایسی چیز کا ہبہ جائز نہیں جو اصلاً مال کی تعریف سے خارج ہو جیسے آدمی، مردار، خون، حرم اور

© asailojaraid.com

حالت اضطرار میں انسانی اعضاء سے انتفاع

انسانی اعضاء اور گوشت کا استعمال حالت اضطرار میں بھی جائز نہیں۔

وحرّم مالک اکل لحم الانسان فی حالة الضرورة ولو کان مہدراً^(۱۲)
”امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک اضطراری حالت میں بھی انسان کا گوشت کھانا حرام ہے اگرچہ وہ آدمی (کسی جرم کی بناء پر) واجب القتل ہی کیوں نہ ہو۔“
المبسط میں ہے:

المضطر کما لا یباح له قتل الانسان لیاکل من لحمه لا یباح له قطع
عضو من اعضاءه^(۱۳)

”مضطر شخص کے لئے نہ یہ جائز ہے کہ وہ اپنی بھوک مٹانے کے لئے کسی دوسرے شخص کو قتل کرے، تاکہ اس کا گوشت کھالے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ اپنے ہی اعضاء میں سے کوئی عضو کاٹ کر کھائے۔“

امام سرخسی مزید فرماتے ہیں:

حرمة الاعضاء کحرمة النفس^(۱۴)

”اعضاء کی حرمت، حرمت نفس ہی کی طرح ہے۔“

بزاز یہ حاشیہ ہندیہ میں ہے:

مضطر لم یجد میتة وخاف الهلاک فقال له رجل اقطع یدی وکلها او

© asailojaraid.com

لايسع للمضطر ان يقطع قطعة من لحم نفسه فياكل (۱۵)
 ”ایک شخص جو حالت اضطرار میں ہے اس کے پاس کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں
 حتیٰ کہ مردار بھی نہیں ایسی حالت میں اسے ایک شخص کہتا ہے کہ میرا ہاتھ کاٹ کر
 کھا لو (اور اپنی جان بچا لو) یا کہے میرے جسم سے کچھ گوشت کاٹ کر کھا
 لو (اور اپنی جان بچا لو) تو اس کا یہ فعل جائز نہیں۔ اسی طرح جو شخص حالت
 اضطرار میں ہے اس کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنے جسم میں سے اپنے
 گوشت کاٹ کر کھا لے۔“

تداوی اور علاج

اجزاء آدمی کا استعمال بطور علاج اور تداوی بھی جائز نہیں۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں:

لا بأس بالتداوی بالعظم اذ ان كان عظم شاة او بقرة او بعير او فرس او
 غيره من الدواب الا الخنزير والادمی (۱۶)

”ہڈی کے بطور علاج استعمال میں کوئی حرج نہیں جبکہ یہ ہڈی کسی جانور کی ہو جیسے
 بکری، گائے، اونٹ، گھوڑا وغیرہ، مگر خنزیر اور آدمی کی ہڈی سے علاج جائز نہیں۔“

مذکورہ بالا آیت کریمہ احادیث شریفہ اور ائمہ فقہ کی آراء سے درج ذیل باتیں

قطعی طور پر ثابت ہوتی ہیں:

- (۱) انسان اپنی ذات میں مکرم، اشرف اور محترم ہے۔
- (۲) یہ کہ انسان اپنی جان کو ختم نہیں کر سکتا۔ کل کا تلف کرنا جائز نہیں لہذا جزء کا تلف کرنا
 بھی ناجائز ہے اس لئے خودکشی بالاجماع حرام ہے۔
- (۳) انسانی شرف و کرامت کی وجہ سے اس کے اعضاء سے بشمول بال اور ہڈیوں سے کسی
 بھی صورت میں استفادہ و انتفاع حرام ہے۔
- (۴) انسانی جسم مال کی تعریف سے خارج ہے لہذا اس کی بیع و شراء ناجائز ہے۔
- (۵) جس طرح انسان اور اس کے اعضاء انسانی کی بیع و شراء حرام ہے اسی طرح انسانی
 اعضاء کا تحفہ یا ہبہ کرنا بھی ناجائز ہے کیونکہ جس چیز کو ہبہ کیا جائے اس کا مال مقوم
 کی تعریف سے خارج ہے۔

(۶) انسانی اعضاء کا استعمال بطور علاج بھی جائز نہیں کیونکہ یہ بات انسانی شرف و مکرم

کے خلاف ہے کہ اسے بطور دوا و علاج استعمال کیا جائے۔
 ۷) اضطراب کی حالت میں بھی کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کا
 عضو کاٹ کر اپنی جان بچائے۔

محاسن علماء کی آراء اور فیصلے

انسانی اعضاء کی پیوندکاری ایک اہم مسئلہ ہے لہذا اس کے شرعی پہلو پر دور حاضر
 کی مقتدر مجالس علماء نے مختلف اوقات میں غور و فکر کیا ہے۔ اس بارے میں ان کی آراء
 قراردادیں اور فیصلے برائے ملاحظہ پیش ہیں۔

© rasailjaraid.com

۱۹۶۷ء میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی زیر نگرانی علماء کی اہم مجلس قائم ہوئی
 جس میں کراچی کی تین ممتاز دینی درس گاہوں دارالعلوم کراچی، مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو
 ٹاؤن اور اشرف المدارس ناظم آباد کراچی کے ماہر اہل فتویٰ شریک ہوئے۔ اس مجلس
 نے ”مریض کو خون دینے اور تبادلہ اعضاء انسانی“ کے مسائل پر غور کے لئے اندرون
 ملک و بیرون ملک اہل فتویٰ کے پاس سوال نامہ بھیج کر ان کی تحقیقات جمع کیں اور باہم
 بحث و تمحیص کے بعد درج ذیل رائے دی:

”اسلام نے ایک انسان کے اعضاء کو دوسرے انسان کے لئے استعمال کرنا اس
 کی رضامندی اور اجازت کے ساتھ بھی جائز نہیں رکھا اور نہ کسی انسان کو یہ حق دیا
 ہے کہ وہ اپنا کوئی جزو دوسرے کو معاوضہ پر یا بلا معاوضہ دے دے۔

انسان کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا خاص مظہر بنایا ہے اور اس کے بدن میں
 بولنے، دیکھنے، سننے، سمجھنے وغیرہ کے لئے ایسی نازک خود کار مشینیں لگا دی ہیں کہ
 سائنس جدید و قدیم مل کر بھی اس کا کوئی حصہ نہیں بنا سکتی۔

انسان کا وجود درحقیقت ایک چلتی پھرتی فیکٹری ہے جس میں سینکڑوں نازک
 مشینیں کام کر رہی ہیں۔ یہ سب مشینیں ان کے پیدا کرنے والے نے انسان کو
 ودیعت و امانت کے طور پر دی ہیں اس کو ان چیزوں کا مالک نہیں بنایا۔ البتہ

© rasailjaraid.com

ایسی آزادانہ طاقت و اجازت دے دی ہے کہ اس سے اس کو یہ دھوکہ لگ جاتا ہے کہ میں اپنی جان اور اپنے اعضاء کا خود مالک ہوں، مگر حقیقت حال یہ نہیں۔ اسی وجہ سے انسان کے لئے جس طرح خودکشی کرنا حرام ہے اسی طرح اپنا کوئی عضو کسی دوسرے کو رضا کارانہ طور پر یا معاوضہ لے کر دے دینا بھی حرام ہے۔ فقہاء رحمہم اللہ نے قرآن و سنت کی واضح نصوص کی بناء پر فرمایا ہے کہ جو شخص بھوک پیاس سے مر رہا ہے اس کے لئے مردار جانور اور ناجائز چیزوں کا کھانا پینا تو بقدر ضرورت جائز ہو جاتا ہے مگر یہ بات اس وقت بھی جائز نہیں کہ کسی دوسرے زندہ انسان کا گوشت کھالے اور نہ کسی انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنا گوشت یا کوئی عضو دوسرے انسان کو بخش دے، کیونکہ خرید و فروخت یا بخشش وہابیہ کے عقائد کے خلاف ہے (۱)۔ (۱۷)

(۲) اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان

اسلامی نظریاتی کونسل نے ۱۹۸۴ء میں حکومت کے استفسار پر انسانی اعضاء کی

تبدیلی و پیوند کاری کے مسئلہ پر درج ذیل رائے کا اظہار کیا:

”(۱) نظام قدرت میں یہ دخل اندازی کے مترادف ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام اعضاء اور صلاحیتوں کے ساتھ ایک اکائی کے طور پر پیدا کیا ہے۔ اس اکائی میں سے کوئی جزء الگ کر لیا جائے تو یہ اکائی مکمل حالت میں باقی نہیں رہتی بلکہ ناقص رہ جاتی ہے۔

(۲) شریعت کی رو سے انسانی جسم کسی کی ملکیت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ودیعت ہے اور ہر انسان کو اس ودیعت میں قطع و برید کا حق حاصل نہیں اور اس بناء پر فقہاء اسلام میں کوئی فرقہ بھی اس عطیہ کو جائز نہیں سمجھتا۔

(۳) زندہ انسانی جسم میں کسی عضو کے قطع کر دینے سے اس جسم کی بحیثیت اکائی صلاحیت کا ردائما متاثر ہوتی ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے دو دوا اعضاء میں سے ایک کا عطیہ دے دینے سے مستقبل میں دوسرے عضو کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

(۵) مرد و عورت دونوں میں انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کا مذموم کاروبار شروع

ہو جائے گا جس سے اشرف المخلوقات کا جسم بھی بھیڑ بکریوں کی طرح بکاؤ مال بن کر رہ جائے گا۔ جیسا کہ انسانی خون کا کھلے بندوں کا روبرو رہا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں متحمل حضرات کی طرف سے یہ اشتہارات آرہے ہیں کہ جو اپنا گردہ دے گا اس کو ایک لاکھ روپیہ معاوضہ دیا جائے گا لہذا سد ذریعہ کے طور پر بھی زندہ انسان کے جسم اور اعضاء کو کاروباری تعامل کا موضوع بننے سے روکنا ضروری ہے۔

جہاں تک (ب) میں مذکورہ صورت کا تعلق ہے کسی میت کی وصیت کے مطابق اس کی موت واقع ہو جانے کے بعد اس کا عضو قطع کیا جاسکتا ہے۔

اس وصیت کی حیثیت اصطلاحی وصیت کی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد موصی (وصیت کرنے والا) شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعضاء اس کی توقع ہے۔ اگر اس کی اس خواہش کی تکمیل سے دوسرے شخص کو فائدہ ہونے سکے تو اس کی یہ خواہش اس کے مرنے کے بعد پوری کی جاسکتی ہے۔“ (۱۸)

(۳) اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے فروری ۱۹۸۸ء میں اس بارے میں غور و خوض کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

”ایک انسان کے جسم سے دوسرے انسان کے جسم میں ایسے عضو کی منتقلی جائز ہے جو خود بخود دوبارہ وجود میں آتا رہتا ہے مثلاً خون کھال وغیرہ۔“ (۱۹)

دوسرے الفاظ میں جو اعضاء خود بخود وجود میں نہیں آتے ان کی منتقلی حرام ہے۔

منتقلی اعضاء کے خطرناک نتائج

عملی طور پر منتقلی اعضاء کے انتہائی خطرناک نتائج سامنے آئے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ اس چیز نے ایک کاروبار کی صورت اختیار کر لی ہے، بعض حالات میں اس سے ظلم و تعدی کی دردناک صورتیں سامنے آتی ہیں۔ اس کی کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں:

(۱) روزنامہ پاکستان

روزنامہ پاکستان لاہور کی ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں ”موت کی تجارت“

کے عنوان سے تبدیلی اعضاء کے بارے میں رپورٹ شائع ہوئی جس میں اس معاملے کے مختلف پہلوؤں پر بالتفصیل روشنی ڈالی گئی ہے۔ برائے ملاحظہ پیش ہے:

”جنوبی بھارت میں مدراس کے قریب ملی ولگام گاؤں کی آبادی تین ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور یہاں کا ہر بالغ صرف ایک گردے پر جی رہا ہے۔ ظاہر ہے دوسرا گردہ وہ کسی حاجت مند کو فروخت کر چکا ہے۔ یہ انسانی المیہ یعنی انسانی اعضاء کی تجارت ان دنوں بھارت میں خوب عروج پر ہے۔ غربت و افلاس اور بے روزگاری کے مارے لوگ اپنے دکھوں کا علاج منج حیات یعنی دل کے بعد انسانی جسم کے دوسرے اہم ترین عضو کی فروخت سے کر رہے ہیں۔“

طبی سائنس کی ترقی نے ”منتقلی اعضاء“ کو باقاعدہ ایک کاروبار کی شکل دینے میں بڑی مدد دی ہے۔ مثلاً اگر کسی اعضاء ممکن نہ ہوتی تو ظاہر ہے کہ بائع و مشتری نہ ہوتے۔ ستم بالائے ستم کہ اس میدان میں انسانی اعضاء کے کمیشن ایجنٹ اور آڑھتی بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ بھارتی شہریوں کے گردوں کے سب سے بڑے بلکہ واحد خریدار عرب ہیں۔ لندن سے شائع ہونے والے عربی کے کثیر الاشاعت مفت روزہ ”المنجملہ“ نے اس ضمن میں ایک خصوصی رپورٹ شائع کی ہے جس میں اس نے یہ خوفناک انکشاف کیا ہے کہ بھارت سے گردے خریدنے والے عرب ”موت کی تجارت“ میں ملوث ہیں اور ”ایڈز“ خرید رہے ہیں۔

رپورٹ کی تلخیص:

”ایک تامل ماں نے اپنی بہن کی شادی کے لئے تین ہزار سات سو ڈالر (تقریباً ۹۰ ہزار روپے) میں اپنا ایک گردہ فروخت کر دیا۔ اس میں سے اس نے دس فیصد ”آڑھتی“ کو ادا کئے۔ اس کے خاوند کی کل ماہانہ آمدنی چھ سو روپے ہے۔ اتنی قلیل آمدنی میں اس کے کنبے کے چار افراد گزر بسر کر رہے ہیں۔ اور المیہ یہ ہے کہ زندگی کی ضرورتوں اور حالات سے مجبور ہو کر گردہ بیچنے والی اس خاتون کو صرف ۳۵ یا ۳۶ ہزار روپے ملے۔ باقی درمیانی ”واسطوں“ کی نذر ہو گئے۔ تاہم بھارت میں گردوں کی خرید و فروخت کا یہ کاروبار عالمی حلقوں سے پوشیدہ نہیں ہے اور بین الاقوامی سطح پر یہ آوازیں اٹھنا شروع ہو

گئی ہیں کہ اس غیر انسانی تجارت کو بند کیا جائے۔ بھارت کے سہناذ بن نے گُردوں کی خرید و فروخت سے فائدہ اٹھانے کا بھی ایک طریقہ دریافت کر لیا ہے۔ انہوں نے بمبئی اور مدراس میں منتقلی گُردہ کے بڑے بڑے ہسپتال کھول دیئے ہیں۔ ”گا ہوں“ کو پھسانے کے لئے (جو ہمیشہ عرب ہوتے ہیں) دلالوں سے کام لیا جاتا ہے جو خصوصی طور پر مشرق وسطیٰ کے ملکوں میں بھیجے جاتے ہیں۔ چونکہ عرب ملکوں میں اعلانیہ یا اشتہار سے انسانی اعضاء بشمول گُردہ کی خرید و فروخت ممنوع ہے ان کے دلال عرب ملکوں سے ایسے مریضوں کی تلاش کرتے ہیں جنہیں گُردہ بدلوانا مطلوب ہوتا ہے، پھر معقول کمیشن کے عوض ان کی اس ضرورت کا ذمہ لے لیا جاتا ہے، یعنی سفر قیام و طعام آپریشن گُردنے کا حصول وغیرہ وغیرہ۔

اسلامی حکمتوں کی رونق عربوں کے دم قدم سے ہے۔ کاروبار میں سب سے زیادہ نفع میں ہسپتال (جن کے مالکان ہندو ہوتے ہیں) اور سب سے زیادہ گھائے میں گُردہ دینے والا ہوتا ہے۔ مریض اور کمیشن ایجنٹ مساوی مستفید ہوتے ہیں، لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ گُردہ لینے والا ایک نہایت ہی موذی مرض ایڈز کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔ بعض طبی رپورٹوں اور اعداد و شمار سے اس الناک حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ بھارت میں ہونے والے منتقلی گُردہ کے بیشتر آپریشن ناکام ہوئے ہیں۔ یہ مریض ہزاروں ڈالر خرچ کرنے کے بعد جب واپس جاتے ہیں تو ان کی حالت پہلے سے بھی خراب ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بمبئی یا مدراس جا کر گُردہ بدلوا لیا ہے۔ ان کے تفصیلی معائنہ سے یہ ہوشربا انکشاف ہوا ہے کہ نہ صرف یہ کہ گُردہ کی پیوند کاری غلط ہوئی ہے بلکہ گُردہ ”ایڈز زدہ“ بھی تھا۔ اطباء کے مطابق عرب دنیا میں ”ایڈز“ اس راہ سے بھی داخل ہو رہا ہے۔“ (۲۰)

(۲) روزنامہ جنگ، ۲۱ مارچ ۱۹۹۲ء

ایک رپورٹ کے مطابق ”ارجنٹائن کے ایک پاگل خانہ میں مریضوں کے جسمانی اعضاء کاٹ کر بیچ دیئے جاتے ہیں۔ گزشتہ ۱۵ برس کے دوران تقریباً ۱۳۲۱ مریض ہلاک اور ۱۳۹۵ غائب ہو چکے ہیں۔ ایک دن ایک مریض گہرے کنویں میں لٹکا اور گر کر ڈوب

گیا، جب اس کی نعش نکالی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کا گردہ کاٹ کر پہلے ہی بیچا جا چکا ہے۔
تفتیش سے معلوم ہوا کہ ہسپتال کا سارا عملہ ہی اس کاروبار میں ملوث ہے جو زندہ
مریضوں کا خون، گردے اور دوسرے اعضاء کاٹ کر فروخت کر رہا ہے۔ (۲۱)

(۳) ٹائم آف امریکہ ۵ ستمبر ۱۹۹۴ء

ایشیا و اچ کے حوالے سے ٹائم آف امریکہ کی ۵ ستمبر ۱۹۹۴ء کی ایک رپورٹ کے
مطابق ”چین میں سزائے موت کے مجرموں کے اعضاء نکال لئے جاتے ہیں جو زیادہ تر
گردے اور قریہ ہوتے ہیں۔ بیشتر معاملات میں مجرم کی موت واقع ہونے سے قبل ہی
یہ اعضاء نکال لئے جاتے ہیں۔“ (۲۲)

ٹائم ہی کی ایک رپورٹ کے مطابق بھارت کے شہر بنگلور میں انسانی اعضاء کے
ٹھکانے ایک گھناؤنے عمل اختیار کی ہے۔ یہاں کچھ مزدوروں کو ان سے خون لینے
کے بہانے ہسپتال میں داخل کیا گیا اور جب ان کو ہسپتال سے فارغ کیا گیا تو ان پر
انکشاف ہوا کہ ان کا ایک گردہ بھی نہیں۔ یعنی اس دوران ان کو ان کے ایک گردہ سے
بھی محروم کر دیا گیا۔ ان گردوں کو بعد میں ڈاکٹروں کی ملی بھگت سے فروخت کر دیا جاتا
ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق شروع میں انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کا کاروبار بمبئی
تک محدود تھا مگر آہستہ آہستہ بھارت کے دیگر علاقوں تک پھیل گیا۔ غربت کے ہاتھوں
تنگ لوگ اپنا ایک گردہ بیچ دیتے ہیں۔ ایک بستی جس میں تقریباً تمام باسیوں نے اپنا
ایک گردہ بیچ دیا ہے، کا نام ہی اس سے موسوم کر دیا گیا ہے۔“ (۲۳)

(۴) سی این این

امریکی خبروں کے چینل ٹیلی ویژن سی این این کے مطابق بھارت میں ایک ایسی
بستی ہے جہاں تمام بالغ باشندے عورت اور مرد صرف ایک گردے پر گزارہ کر رہے
ہیں، کیونکہ ایک گردہ اپنی عمرت اور تنگ دستی کے باعث وہ بیچ چکے ہیں اور ان گردوں
کے زیادہ تر خریدار عرب شیوخ ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق اس گھناؤنے کاروبار نے یہاں تک شکل اختیار کی ہے کہ

افریقہ کے غریب ممالک سے بچوں کو خرید کر ان کے گردے پہنکے داموں بیچ دیئے جاتے ہیں۔ ایسی مثالیں بھی سامنے آئی ہیں کہ بچوں کو اسی مقصد کے لئے گود لیا جاتا ہے کہ ان کے گردے بیچ دیئے جائیں۔

حاصل کلام

(۱) انسانی شرف و تکریم کے پیش نظر شریعت اسلامیہ نے انسانی اعضاء سے کسی بھی طور پر انتفاع و استفادہ ناجائز قرار دیا ہے۔ انسانی عضو کا استعمال تدوی اور علاج کی خاطر بھی حرام ہے۔ حالت اضطرار میں بھی کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی زندگی کی خاطر دوسرے انسان کا عضو قطع کر کے استعمال کرے۔ انسانی اعضاء کی بیع و شراء جائز نہیں، کیونکہ وہ مال کی تعریف سے خارج ہے۔ اسی طرح انسانی اعضاء کا ہبہ یا عطیہ بھی ناجائز ہے، کیونکہ ہبہ اور عطیہ صرف مال مقوم کا جائز ہے، البتہ مرنے کے بعد انسانی قرنیہ اگر دوسرے انسان کے کام آسکے تو اس کی پیوند کاری میں حرج نہیں، جیسا کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس بارے میں وضاحت کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عطیہ خون میں حرج نہیں، جبکہ یہ اشد ضرورت کے تحت ہو، البتہ اس کو کاروبار بنانا قطعی ناجائز ہے۔

(۲) عملی طور پر اعضاء کی پیوند کاری کے انتہائی خطرناک نتائج سامنے آئے ہیں جن میں بچوں پر ظلم، پاگل مریضوں کے اعضاء کی قطع و برید، سزائے موت پانے والے افراد کے ساتھ غیر انسانی سلوک نمایاں ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غربت کے ہاتھوں تنگ لوگ کچھ پیسوں کے حصول کے لئے اپنی زندگیاں بیچنے پر مجبور ہیں۔

(۳) طبی نقطہ نگاہ سے گردہ کی تبدیلی کوئی علاج کے زمرے میں شمار نہیں ہوتی۔ گردہ دینے والا شخص بسا اوقات اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ہی خاندان دو قیمتی زندگیوں سے محروم ہو گیا۔

(۴) اعضاء کی پیوند کاری خطرناک بیماریوں جیسے ایڈز وغیرہ کے پھیلنے کا باعث بن رہی ہے۔

انسانی شرف و تکریم کا تقاضا ہے کہ زندہ انسانوں کے اعضاء کی تبدیلی، کانٹ

چھانٹ اور خرید و فروخت پر مکمل پابندی لگا کر انسان اور انسانی اعضاء کو مال تجارت بننے سے روکا جائے ورنہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ بعض انسان سستے ہوں گے اور بعض مہنگے۔ آہستہ آہستہ سستے انسانوں کی تمام چیزیں مہنگے انسانوں کو منتقل ہو جائیں گی اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ ایک مہنگے انسان کو زندہ رکھنے کے لئے کئی سستے انسان خرچ کرنے ہوں گے۔

اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انسانی حقوق نے انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کو غلامی کی نئی شکل سے تعبیر کیا ہے اور اس کے خلاف جدوجہد کو تیز کرنے کا اعلان کیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ شریعت اسلامیہ میں انسانی اعضاء کی کسی بھی غرض سے قطع و برید حرام ہونے کے باوجود وطن عزیز تا حال اس بارے میں کسی ضابطہ و قانون سے محروم ہے۔

حواشی و حالات
© rasaliojaraid

- (۱) امام عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری: صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قاتل النفس۔
- (۲) ایضاً۔
- (۳) امام حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (۷۷۳-۸۵۴ھ): فتح الباری، ج ۳، ص ۲۲۶-۲۲۷۔ دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، پاکستان
- (۴) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قاتل النفس۔
- (۵) صحیح البخاری، کتاب البيوع، باب اثم من باع حراً
- (۶) علامہ علاء الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی: بدائع الصنائع، ج ۷، ص ۱۷۷، سعید کمپنی پاکستانی چوک، کراچی
- (۷) ابو الحسنات عبد الحئی لکھنوی (۱۲۰۴-۱۲۶۴ھ): النافع الكبير، شرح الجامع الصغير، ص ۲۷۰، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراتشی، پاکستان
- (۸) بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۱۴۰
- (۹) امام ابو عبد اللہ احمد بن الحسن شیبانی (۱۳۲-۱۸۹ھ): الجامع الصغير، ص ۴۷۰، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراتشی، پاکستان
- (۱۰) علامہ علاء الدین ابو الحسن بن سلیمان المردلوی: الانصاف، ج ۴، ص ۲۷۰، احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان ۱۴۰۰ھ۔ علامہ فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی: تبیین الحقائق، شرح کنز الدقائق، ج ۴، ص ۱۲-۱۸، مکتبہ امدادیہ ملتان۔ عبدالرحمن الجزیری: کتاب الفقه علی مذاہب الاربعہ، ج ۲، ص ۱۶۴، مکتبہ تجارۃ الکبریٰ، مصر۔ ابن نجیم: البحر الرائق، شرح کنز الدقائق، ج ۵، ص ۲۵۹، مکتبہ الماحدیہ، کوئٹہ

- (۱۲) عبدالقادر عوده: التشريع الحنائي الاسلامي، ج ۱، ص ۵۷۸، دار الحياء التراث العربي
- (۱۳) شمس الدين السرخسي: كتاب المبسوط، ج ۲۴، ص ۴۸، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت، لبنان
- (۱۴) كتاب المبسوط، ج ۲۴، ص ۴۸
- (۱۵) برازیه حاشیہ ہندیہ، ج ۳، ص ۴۰۴
- (۱۶) بحر الرائق، ج ۸، ص ۲۳۳
- (۱۷) مولانا مفتی محمد شفیع صاحب: انسانی اعضاء کی پیوند کاری شریعت اسلامیہ کی روشنی میں، ص ۳۱، ص ۲۶۹، ۲۷۰، دار الاشاعت، کراچی
- (۱۸) اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ برائے سال ۱۹۸۴ء حکومت پاکستان۔ نیز ملاحظہ ہو ”رپورٹ استفسارات ۱۹۶۲ء - ۱۹۸۴ء اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد پاکستان، ۳۰ مئی ۱۹۸۴ء، ص ۸۶
- (۱۹) قراردادیں اور سفارشات، اسلامی فقہ اکیڈمی جلد (۱۹۸۴ء - ۱۹۹۲ء) جلد ۷۳ سعودی عرب، ص ۷۳
- (۲۰) روزنامہ جنگ، راولپنڈی، ۲۱ مارچ ۱۹۹۲ء
- (۲۱) روزنامہ جنگ، راولپنڈی، ۲۱ مارچ ۱۹۹۲ء
- (۲۲) ہفت روزہ ٹائم امریکہ، ۵ ستمبر ۱۹۹۴ء
- (۲۳) ہفت روزہ ٹائم امریکہ، ۲۰ فروری ۱۹۹۵ء

سوانح حضرت مولانا مفتی محمودؒ

تصنیف: مولانا عبدالقیوم حقانی

تذکرہ و سوانح، سیرت و اخلاق، تحصیل علم و تکمیل، درس و افادہ، ذوق علم اور شوق مطالعہ، علمی انہماک، زہد و تقویٰ، عشق رسولؐ و اہتمام سنت، تواضع و عبدیت، عزیمت و توکل، بے نفسی و فناءیت، سیاسی بصیرت و عظمت، علمی و دینی اور سیاسی کارنامے، حکمت و بصیرت، لطائف و بذلہ، بخیان، مرزائیت کا تقاب و رد و فرق باطلہ، اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد اور مساعی، مسلسل قید و بند کی صعوبتیں۔ الغرض

ایک تاریخ، ایک تحریک اور ایک انقلاب کی داستان

عمدہ کاغذ، مضبوط جلد بندی اور شاندار طباعت، قیمت صرف 120 روپے

ملنے کا پتہ: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد نوشہرہ، سرحد پاکستان